بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ دعوت نمبر 11

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ

اس کو غیر اللہ سے پاک ذہنوں کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ

اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں۔ پس یقیناً وہی اللہ کا انکار کرنے والے ہیں۔ 5/44

حلال و حرام

قرآن کی روشنی میں

☆بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ☆

حلال و حرام کے موضوع پر بات کرنے سے پہلے ایک نقطہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔حلال و حرام کے بارے غیر اللہ کی بات کوئی مقام نہیں رکھتی۔کیونکہ حلال و حرام میں اللہ کے سوا کوئی اتھارٹی فتوی دینے کی مجاز نہیں ۔پہلے ان الفاظ کا لغاتی تجزیہ پھرقرآنی حدود میں حلّت و حرمت کا تعیّن کیا جائے گا۔

الحلال: حلل، کا ح ل ل سہ حرفی بنیادی مادہ ہے.حَلّ"کے معنی گرہ کھولنے ،حل ہونے کے ہیں۔ اس کےمعنی اُترنے کے بھی ہیں۔اس لئے محلّہ قوم کی منزل یا رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔اَلْحِلُّ حرم کی حدود سے باہرکی جگہ کو کہتے ہیں.یَحِلُّ کےمعنی واجب ہو جانیکے بھی ہوتے ہیں۔اس طرح الحلال، الحرام کی ضدہے۔الحلال ایسی چیز ہےجس پر رکاوٹ کی گرہ نہ ہو۔کھلی چیز جس کی حد بندی نہ کی گئی ہو۔

الحرام: ح ر م سہ حرفی بنیادی مادہ ہے۔حَرَمَهٗ الشَّیْءَ ، حَرِيْمًا وَ حِرْمَانًا اُس سے کسی شے کوروک لینا۔اُس شے کو اس تک پہنچنے نہ دینا۔لہٰذا اس کے بنیادی معنی شدت کے ساتھ روک دینے یاممانعت کر دینے کے ہیں۔الحرام جن کی ممانعت کر دی گئی ہے۔گویایہ حلال کی ضد ہے۔اَحْرَمَ الْحَآجّ آدمی اس حالت میں پہنچ گیا ہے جہاں اس پرکئی ایسی چیزیں ممنوع ہو گئیں ہیں جنہیں وہ پہلے کر سکتا تھا۔ایسی حالت کو حالتِ احرام بھی کہتے ہیں۔الحریم ہرممنوع کی ہوئی چیز ۔ایامِ جاہلیت میں ان کپڑوں کو کہتے تھے جنہیں وہ کعبہ کے چکر لگاتے وقت اُتار دیاکرتے تھے اور ننگے ہو جاتے تھے یعنی ان کپڑوں کا پہننا ممنوع تھا۔

مذکورہ بالا لغاتی حل پیش کرنے کے بعد حلال و حرام کے بارے اپنی رائے دینے سے پہلے اللہ کی کتاب سے کم از کم یہ معلوم کر لیں کہ کیا اس مسئلے میں ہماری ذاتی رائے کوئی مقام رکھتی ہے؟ ایسا نہ ہو کہ اپنی پسند اور ناپسندکو معیار بنا کر اللہ کی حدود سے تجاوزکر رہے ہو ں۔آیت نمبر5/87,88 يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ۝۸۷ وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ۝۸۸ اے ایمان والو!تم اللہ کی پیداکردہ موزوں چیزوں کو حرام نہ کرو جن کو اللہ نےتو تمہارے لئے حلال قرار دیا ہو۔تم حدود سےتجاوز نہ کرو۔یقیناً اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسندنہیں کرتا۔87 اوراِن نعمتوں میں سے حلال جوموزوں ہوکھاؤ جو اللہ نےتمہیں عطا کیا ہے۔اور اللہ کی نافرمانی سے بچوجس کو تم حاکم مانتے ہو۔5/88 طَيِّبٰت کا معنی وہ چیزہےجو انسان کےحواس ونفس کیلئے لذت یاب ہو۔دیکھنے، سننے، سونگھنے اورکھانے میں پسندیدہ ہو۔انسانی مزاج کیلئےبھی کیف اندوز ہو۔یہ ہرگز نہیں کہ ایک آدمی اپنے مزاج کے لحاظ سےایک شےکو طیّب نہ پائے تو وہ اُسے حرام قراردے دے حالانکہ دوسراآدمی اُسےاپنے لئے طیّب پاتا ہے۔حلت و حرمت کا قرآنی کلیہ یہ ہےکہ ہر چیز حلال ہے بجز اُن کے جن کو قرآن حرام قرار دیتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾ ترجمہ:اے لوگو! زمین میں جو کچھ بھی ہے اِس میں سے حلال جوتمہیں اچھا لگے کھاؤ۔شیطان کی تحریروں کی اتباع نہ کرو یقیناً وہ تمہارا قرآن کی وجہ سے کھُلا دشمن ہے۔2/168 حَلٰلاً طَیِّبًا 2/168: مرکّبِ توصیفی ہے۔حلال کی صفت طیب ہے۔اور یہاں طیب کے معنی موزوں اور پسند کیلئے جائیں گے۔اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال غیر طب بھی ہے۔اور حکم یہ ہے کہ زمین میں سے کھاؤ جوحلال ہو اورتمہاری صحت اورتمہارے مزاج کیلئے موزوں ہو۔یہ دینِ فطرت ہے۔مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک شے کسی کی صحت اورمزاج کیلئے موزوں اور وہی شے دوسرے کیلئے غیر موزوں ہوتی ہے اور اُس کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے۔اگرچہ حلال توہوتی ہے مگر اسے ناپسند ہوتی ہے۔اگر حلال کے ساتھ طیب کا لفظ نہ آتا تو ہر حلال کھانا پڑتا اور نہ کھانے کی صورت میں کفر لازم آتا۔اللہ نے یہ سہولت دی ہے کہ ہرفرد اپنی من پسند اورصحت کیلئے موزوں خوراک کا انتخاب کرے اوراپنی ناپسند دوسروں پرحرام قرار نہ دے۔لہٰذا ہر حلال کوکھانا فرض نہیں ہے اور اپنی ناپسند حلال شے کو حرام قرار دینا جائز نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی فرد اپنی پسند اور ناپسند پرحلت و حرمت کا فتویٰ نہیں دے سکتا اور نہ ہی ہر حلال شے کیلئے کسی کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ضرور کھائے۔اس معاملہ میں نہ اللہ کی طرف سے کوئی جبر ہے اور نہ کسی انسان کی طرف سے کوئی جبر ہونا چاہیے۔طیّب کا مطلب واضح ہے کہ کسی فرد کا پسند یا ناپسند ہونا حلت وحرمت کے مسئلے میں حرفِ آخر نہیں ہے۔اور نہ ہی کسی قوم کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی حلت وحرمت کی دلیل کا درجہ رکھتی ہے۔اس لئے اللہ نے سختی سے منع فرما دیا ہے۔وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ تم اپنی زبانوں(تحریروں،کتابوں)میں جھوٹ بیان نہ کروکہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔تاکہ تم اللہ پرجھوٹ گھڑو۔یقیناً جو اللہ پرجھوٹ گھڑتے ہیں۔وہ فلاح نہیں پائیں گے۔16/116 انسانوں کی طرف سے حلال و حرام کی جو فہرستیں مرتب ہیں کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔آیت نے افترا اور کذب قرار دیا ہے۔یہ لو گ فلاح سے محروم قرار دیئے گئے ہیں۔مزید اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلاً ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ان کو کہوتم ذرا بتاؤ تو سہی جو کچھ بھی اللہ نے تمہارے لئے رزق نازل کیا ہے۔پھر تم نے اُس کو خود ہی حرام و حلال بنا لیا ہے۔اِن سے پوچھو کیا اللہ نے تم کوحکم دیا تھا یا تم اللہ پر افترٰی کررہے ہو؟59 جو لوگ اللہ پر افترٰی باندھتے ہیں وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے۔یقیناً اللہ تولوگوں پر بڑے فضل والے ہیں۔لیکن اِن کی اکثریت آیات کو نہیں مانتی۔10/60 آیت واضح ہے کہ حلت وحرمت کا پیمانہ بنانے کی کسی کو قطعاً اجازت نہیں ہے۔جو بھی ایسے فعل کا مرتکب ہے۔وہ اللہ پر افترا باندھ رہا ہے۔سورۃ الانعام آیت نمبر 138 تا آیت نمبر 144 مشرکین کی خود ساختہ حرام کی ہوئی چیزوں کا بیان ہے۔ملاحظہ فرمایئے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِىْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِىْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِىْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ترجمہ:اوروہ اپنے باطل خیال کی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ جانوراورکھیتی ممنوع ہے۔اِن کوکوئی نہیں کھائے گا مگر جسے ہم چاہیں گے۔کچھ جانور ہیں اُن کی پشت یعنی سواری حرام کردی گئی ہے کچھ جانور ہیں جن کو اللہ کے قانون کے مطابق پیش نہیں کیا جاتا۔یہ تو اللہ پرافترٰی ہے۔وہ ان کو سزادے گا اِس کی جو وہ افترٰی کرتے ہیں۔138 اوروہ کہتے ہیں کہ جو اِن جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے خالص ہے اور ہماری عورتوں پرحرام ہے۔اوراگر مرا ہوا ہوتو پھراس میں سب شریک ہیں۔اللہ اِن کو اِن کے کاموں کی سزا دے گا۔یقیناً یہ حقیقت ہے کہ وہ حکیم ہے علیم ہے۔139 خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولادکو نادانی اور بےعلمی میں قتل کر دیا۔ اورحرام کردیا اس کوجو اللہ نے اُن کو دیا تھا۔خودساختہ حرمت کا فیصلہ اللہ پر افترٰی ہے۔وہ گمراہ ہوگئے اوروہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ 140 اور وہی ذات ہے جس نے چھتری والے اوربغیر چھتری والے اورکھجور کے باغات پیدا کئے ہیں اورکھیتیاں بھی۔اِن سب کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اورانار کے باغات ہیں۔ملتی جلتی خصوصیات اورالگ الگ بھی ہیں۔اِن کے پھل کھاؤ جب وہ پھل دیتے ہیں اورپھل کی چنائی کے وقت اللہ کا حق بھی ادا کیا کرو۔حکم عدولی کرکے زیادتی نہ کرو۔یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔141 اورچھوٹے جانوراور بڑے جن پرسواری کی جاتی ہے۔سب کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے۔اورشیطان (مخالفینِ قرآن) کی تحریروں کی اتباع نہ کرو۔یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔142 جانوروں کی بہت سی قیمتی اقسام (39/6) ہیں۔مثلاً دو بھیڑوں میں سے ہیں اوردو بکریوں میں سے ہیں۔اِن سے پوچھو اللہ نے دونوں نرحرام کئے ہیں یا دونوں مادیاں یا وہ جودو مادیوں کے رحموں میں ہے ؟ مجھے علمِ وحی کے مطابق بتاؤ اگرتم سچے ہو۔143 دو اُونٹوں میں سے ہیں اور دوگائیوں میں سے ہیں۔پوچھو اللہ نے دونرحرام کئے ہیں یا دومادیاں یا وہ جودو مادیوں کے رحموں میں ہے؟ کیا تم حاضر تھے جس وقت اللہ نے اِن کےحرام کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ پرجھوٹ باندھتا ہو تاکہ وہ گمراہ کرے لوگوں کو بغیر علمِ وحی کے۔ یقیناً اللہ ایسے ظالموں (5/45) کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔144

138 تا144 آیات میں مشرکین کی خود ساختہ حرام کی ہوئی چیزوں کا بیان ہے۔ان مشرکین کے ہاں یہ حلال وحرام وراثتاً چلا آرہا تھا جو محض توہم پرستی پر مبنی تھا۔6/145 آیت میں بڑے واضح اور محکم انداز میں ان چار چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے۔وحی شدہ کلمات ملاحظہ فرمایئے۔ارشاد ہوتا ہے۔قُلْ لَّآ اَجِدُفِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّ مًا عَلٰی طَا عِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْ حًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْس" اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ج فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَا غٍ وَّ لَا عَا دٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ" رَّحِیْم" ہ 6/145 ترجمہ:اے داعی قرآن اعلان کر دو کہ جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔میں اِس میں کوئی شے بھی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا ہوں کہ وہ اُسے کھاتا ہے مگر یہ کہ ہو مردار یا بہتا ہوا لہو ہو یا خنزیر کا گوشت ہو۔پس یقیناً یہ بھی بُرائی ہے اور نافرمانی ہے کہ کسی شے کے ذریعے بھی غیراللہ کو بلند کیا جائے۔پس جو مجبور ہے باغی نہیں ہے اور نہ وہ حد سے گزرنے والا ہے وہ اِن حرام چیزوں کو بھی کھا سکتا ہے۔پس یقیناً تیرا رب تو غفور ہے رحیم ہے۔6/145 حلال وحرام میں اتنی واضح اور محکم آیت کے بعد کہنا کہ قرآن میں حلال وحرام کی تفصیل نہیں ہے۔قرآن سے انحراف ہے۔قُــــلْ کہہ دو جو کچھ میری طرف وحی کی جاتی ہے اُس میں حرام صرف یہی چار چیزیں ہیں۔6/138 تا6/144 آیات میں مشرکین کا خودساختہ حرام تھا۔اس میں صرف جانور ہی نہیں بلکہ کھیتی بھی حرام کی ہوئی تھی۔مزید یہودیوں نے جو اپنے اوپر حرام ٹھہرایا تھا ملاحظہ فرمایئے۔وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ج وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ شُحُوْمَھُمَآ اِلَّا مَاحَمَلَتْ ظُھُوْرُھُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ط ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِبَغْیِھِمْ ز صلے وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ اور یہودیوں پر ہم نے حملہ آور پنجے والے جانور حرام پائے تھے۔اور گائے اور بھیڑ بکریوں میں سے اِن کی چربی حرام پائی مگر جو اِن کی پشت پر اور انتڑیوں پر اور ہڈیوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی حرام نہ تھی۔یہ ہم نے اُن کی بغاوت کی وجہ سے اُن کو سزا دی تھی۔اور یقیناً ہم ہی سچّے ہیں۔6/146 4/160 آیت میں ہے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَبِصَدِّھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا ۝ ترجمہ: پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے اور بہت زیادہ اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ہم نے اِن پر بہت سی اچھی چیزوں کو حرام پایا جو اِن کیلئے حلال کی گئی تھیں۔4/160.. 3/93 آیت میں ہے کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِ یْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىۃُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ ترجمہ: سب کھانا جو قرآن میں حلال ہے وہ بنی اسرائیل پر بھی حلال تھا۔مگر جو اسرائیل (یعقوب سلام‘علیہ) نے اپنے اوپر نزولِ تورات سے پہلے خود ہی حرام کر لیا تھا۔(وہ اللہ کا حرام کردہ نہ تھا) ان سے کہو تورات تو لے کر آؤ جو اسرائیل پر نازل ہوئی تھی۔ پھر اس کی تلاوت کرو اگر تم اپنے قول میں سچّے ہو۔ 3/93 کُلُّ الطَّعَامِ 3/93 :۔ مرکبِ اضافی ہے۔یہاں کُلُّ سے مراد قرآن کی حلال شدہ چیزیں ہیں۔لامِ تعریف چار قسم کا ہے۔(1) لام العہد الخارجی: جس کو متکلم اور مخاطب دونوں جانتے ہوں لام العہد الخارجی ہوتا ہے (۲) لام العہد الذہنی: جس کو صرف متکلم ہی جانتا ہو اور مخاطب کے علم میں نہ ہو لام العہد الذہنی ہوتا ہے۔(3) لام الجنس: مدخول کی پوری جنس مقصود ہو تو لام الجنس کہلاتا ہے۔اس میں استثناء نہیں ہوتا۔(4) لام الاستغراق: مدخول کے تمام افراد کی اقسام متکلم کے ذہن میں ہوتی ہے۔اس میں استثناء ہوتا ہے۔

الطعام میں لام العہد الخارجی ہے۔قرآن کے حلال طعام کے بارے اللہ (متکلم) اور مخاطب (انسان) دونوں جانتے ہیں۔لہٰذا یہاں قرآنی حلال طعام کی بات ہے کہ یہ بنی اسرائیل پر حلال تھا۔اسرائیل نبی نے تورات کے نزول سے پہلے جن کھانوں پر اُس نے خود پابندی لگا لی تھی وہ وحی شدہ پابندی نہیں تھی۔لہٰذا حلال وحرام میں کسی کی ذاتی پسند اور نا پسند کا دخل نہیں ہوتا چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔اور اگر تم نے کوئی شے ثابت کرنی ہے تو وہ تورات کے ذریعے ثابت کرو۔تورات لے کر آؤ حالانکہ تورات تو عیسیٰ سے بھی پہلے محرف ہو چکی تھی تو وہ اصل کہاں سے لاتے۔عیسیٰ سلامٌ علیہ نے فرمایا میں حلال کروں گا جو کچھ بھی تم نے اپنے اوپر حرام ٹھہرایا ہے۔3/50اسرائیل کی ذاتی پسند اور ناپسند حلال و حرام میں سند نہیں ہے۔قرآن نے اطلاع فراہم کی ہے کہ قرآن نے جس کھانے پر پابندی نہیں لگائی وہ سب کھانے بنی اسرائیل پر حلال تھے۔ کُلُّ کا مطلب ہرگز قرآن سے آزاد ہونا نہیں ہے کیونکہ شریعت شروع سے ایک ہے۔42/13 میں ارشادِ ربّانی ہے وَ لَاتَتَفَرَّ قُوْافِیْہِ کہ اس شریعت سے الگ نہ ہو جاؤ۔ **کُلُّ الطَّعام** سے مراد قرآن کا حلال طعام ہے۔اسی طرح ملکہ سبا کے لئے اُتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْ ءٍ آیا ہے تو اس سے مراد ہر شے نہیں بلکہ اُس کی ضرورت کی ہر شے مراد ہے۔ یہاں اہلِ کتاب سے تورات لانے کا مطالبہ بڑا ہی اہم ہے۔نازل شدہ کتاب لانے کا مطالبہ بڑی کڑوی گولی ہے جو کوئی بھی نہیں نگلتا۔ اُمتِ مسلمہ سے بھی اگر کہہ دو کہ قرآن لاؤ یہ بات قرآن سے ثابت کردو تو بھاگ جاتے ہیں۔ارشاد ربّانی ہے۔ ثمّہ ارسلنا رسلناتترا 23/44 پھر ہم نے اپنے رسولوں کو تواتر سے بھیجا ہے۔ اُن کے ساتھ ایک کتاب بھی لازم کی ہے۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسالت تواتر سے ثابت ہے لہٰذا کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔محمد رسول اللہ کیلئے ارشاد ہے کہ تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ہے جس کا نوح سلامٌ علیہ کو حکم دیا گیا تھا۔جس کا ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا۔تم اس دین میں فرق نہ کرنا۔جس تواتر میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔اُس تواتر کو بھی کتاب کے ذریعے ایک بار نہیں بار بار دوہرایا جاتا ہے۔جب اللہ دینِ حق کو کتاب کے بغیر پیش نہیں کرتا تو کسی کیلئے بھی بغیر کتاب کے تواتر کی سند پیش کرنا جائز نہیں ہے۔اگر علم اور عقل کی دنیا میں تواتر کی ذرا سی بھی گنجائش ہوتی تو پھر کافروں کا ہی دین سچّا ہوتا۔کیونکہ وہ کتاب اللہ کے مقابلے میں اپنے باپ دادا کے تواتر ہی کو معتبر مانتے تھے۔اگر دین کی حفاظت کا ذریعہ لوگوں کا عملِ تواتر ہوتا تو کافروں کے عملِ تواتر کا رد قرآن کسی صورت بھی نہ کرتا۔پھر قرآن بھی لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔یہ بھی تواتر سے، زبانی، بغیر کتاب کے، سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچ جاتا۔اگر قرآن کے معاملے میں ایسا نہیں ہوا تو یہ حقیقت ہے کہ بزرگوں کے تواتر کی دین میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔قرآن اہلِ کتاب سے وحی شدہ تورات لانے کا مطالبہ کرتا ہے کہ یہ پڑھ کر سناؤ۔اگر مسلمانوں سے کوئی یہی مطالبہ کرے کہ قرآن لے کر آؤ اور صرف یہ پڑھ کر سناؤ۔یہ اُس کا حق بنتا ہے کیونکہ قرآن کتاب کے بغیر بات کرنے والوں کو بحث سے خارج کرتا ہے۔آج اُمتِ مسلمہ بھی قرآن سے راہِ فرار اختیار کر چکی ہے اور سند تواتر ہے۔اب عیسیٰ سلامٌ علیہ کی بعثت کا مقصد بھی یہی بتایا گیا۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۵۰

ترجمہ: یقیناً میں تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی جو مجھ سے پہلے تورات میں تھا اور اِس لئے میں حلال کروں گا جو کچھ بھی تم نے اپنے اوپر حرام ٹھہرایا ہے۔اور میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک ضابطہ حیات لایا ہوں۔پس تم اللہ کی نافرمانی سے بچ جاؤ اور میری اطاعت کرو۔50 یہودیوں نے عیسیٰ سلام' علیہ کی مخالفت کی تھی۔ اُن کی بات کو نہ مانا۔جب کہ عیسیٰ سلام' علیہ اعلان کررہے ہیں کہ حلال کروں گا جو تم خود ساختہ حرام ٹھہراتے ہو۔یہی بات قرآن محمد رسول اللہ کے بارے فرماتا ہے۔ملاحظہ فرمائیے۔اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ جو اتباع کرتے ہیں رسول کی جو نبی اُمّ القریٰ کا رہنے والا ہے۔جس کو وہ اپنے ہاں تورات اورانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (61/6)۔ کہ وہ اِن کو معروف کا حکم دے گا اور منکرات سے روکے گا اور طیبات ان کے لئے حلال اور خبائث کو ان پر حرام کرے گا۔اور اُن سے خودساختہ پابندیوں کے بوجھ اور غیر اللہ کی غلامی کے پڑے ہوئے طوق اُتارے گا۔پس جو لوگ اُس پر ایمان لائیں گے اوراُس کی حمایت کریں گے اوراُس کی مدد کریں گے یعنی اتباع کریں گے اُس نور (قرآن) کی جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا۔صرف یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں 7/157۔ 6/145 آیت پر دوبارہ غور کرلیں تو واضح ہو جائے گا کہ کھانے والی چیزوں میں صرف چار چیزوں کے علاوہ کوئی شے حرمت کی فہرست میں نہیں آتی۔اعلان ہے کہ جو کچھ میری طرف وحی کیا گیا ہے اس میں ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی کھانے والی چیز، میں حرام نہیں پاتا ہوں۔اب پانچویں چیز کا حرام کی فہرست میں داخلہ ممنوع ہے۔کم ازکم نبی سلام' علیہ ایسا بیان نہیں دے سکتے جو وحی سے متصادم ہو۔بہرحال دوسرے لوگوں کے بارے کہا جا سکتا کہ اُنھوں نے اپنی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر حرام وحلال کی فہرست ترتیب دے کر اُسے نبی سلام' علیہ کے ساتھ منسوب کردیا ہے۔جیسا کہ 6/146 اور 4/160 آیات میں یہودیوں نے کچھ چیزیں خود اپنی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر حرام ٹھہرالیں تھیں۔جن کو عیسیٰ سلام' علیہ نے حلال کیا تھا۔لہٰذا ایک نظر حلال وحرام میں فقہا کا اختلاف تفہیم القرآن جلد نمبر1 صفحہ نمبر592 از مودودی صاحب حاشیہ پر نوٹ نمبر121 ملاحظہ فرمائیے۔ چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔(1) یہی چار چیزیں حرام ہیں اور ان کے سوا ہر چیز کھانا جائز ہے۔ یہی مسلک عبداللہ ابنِ عباس اور عائشہؓ کا تھا (2) حلتُ وحرمت میں فقہا کے درمیان اختلاف ہوا ہے مثلاً پالتو گدھے کو امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی حرام قرار دیتے ہیں مگر بعض دوسرے حرام نہیں کہتے۔ (3) درندہ، شکاری اور مردار خور حیوانات کو حنفیہ مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں۔مالک اوراوزاعی کے نزدیک شکاری پرندے حلال ہیں۔لیث کے نزدیک بلّی حلال ہے۔شافعی کے نزدیک درندے شیر، چیتا اور بھیڑیا جو انسان پر حملہ کرتے ہیں حرام ہیں۔عکرمہ کے نزدیک کوّا اور بجّو حلال ہے۔(4) ان دلائل پر غور کرنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے دراصل شریعت الٰہی میں قطعی حرمت اُن چار ہی چیزوں کی ہے جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔(5) اور اس طرح شریعت کسی کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ اپنی

کراہت کوقانون قرار دے اور اُن لوگوں پر الزام عائدکرے جو ایسی غذائیں استعمال کرتے ہیں جنہیں وہ نا پسندکرتے ہیں۔بقیہ تفصیل تفہیم القرآن سےخود مطالعہ کریں۔عوام کے لئے غور طلب نقطہ یہ ہے کہ نصِ قطعی کی موجودگی میں فقہا کا اختلاف چہ معنی دارد۔جب قرآن کی محکم آیت سے یہ بات عام فہم ہے کہ ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں ہے۔یہ بات ایک بچہ بھی سمجھ جاتا ہے کہ اگر کوئی اُسے کہے کہ بیٹا اس کمرے میں ان چار کھلونوں کے علاوہ تم سب کھلونے لے سکتے ہو۔لیکن افسوس ہے کہ اللہ کی یہ بات بڑے بڑے عقلمندوں اور دانشوروں کی سمجھ میں نہیں آتی۔قرآن کی اتباع کرنے والوں کو چاہیے کہ فقہا کے اختلافی چکروں میں نہ پڑیں اُن کا اختلاف اُنہیں تک رہنے دیں اور اعلان کریں کہ ہمیں قرآن ہی کافی ہے۔16/115میں ان چار چیزوں کی حرمت کے بعد فرمایا کہ تمہاری تقریروں یاتمہاری ہاتھوں کی لکھی ہوئی تحریروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شے کے بارے کہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ حلال ہے۔حرام و حلال کی لسٹ بنانے کا اختیار اللہ نے کسی نبی کو بھی نہیں دیا۔16/116میں ہے کہ یہ اللہ پر جھوٹی افترٰی ہے۔ اللہ کے حلال و حرام کے فتوے میں اپنی رائے دینے والے کبھی بھی فلاح نہیں پائیں گے۔ان آیات سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ حلال و حرام میں اللہ کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔اِنَّمَا حصریہ کلمہ کے ساتھ ارشادِ ربّانی ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ 2/173:۔یقیناً اُس نے تم پر مردار اور بہتا خون اور خنزیر کا گوشت اور جس شے سے غیر اللہ کی شان کو بلند کیا جائے حرام قرار دیا ہے۔اللہ نے 2/173 آیت میں اِنَّمَا کے حصریہ کلمہ کے ساتھ چار چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا ہے۔

(ا)اَلْمَيْتَةَ (ب)اَلدَّمَ (پ)لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ (ت)مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

ا۔ **اَلْمَيْتَةَ** ۔5/3 آیت میں اللہ نے مردار کی اقسام بتا دیں ہیں۔(1)جوگلہ گھٹ کر مرجائے(2)چوٹ لگ کر مرنے والا(3)گر کر مرنے والا(4)سینگ لگ کر مرنے والا(5)جو درندہ مرا ہوا چھوڑے۔ ان حالات میں بھی مرنے سے پہلے اگر ذبح کر لو تو کھا سکتے ہو۔یہ اَلْمَيْتَةَ کی تفصیل ہے۔

ب۔ **اَلدَّ مَ** ۔6/145 میں دَمًا مَسْفُوْحًا اُچھلتا ہوا لہو ہے جوذبح کرتے وقت جانور میں سے فوارے کی طرح بہہ جاتا ہے۔یہ بہتا ہوا خون اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

پ۔ **لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ** ۔ یہ مرکب اضافی ہے۔خنزیر جانور کا گوشت مراد ہے۔یہ رباعی مجرد ہے۔خ ن ز ر بنیادی مادہ ہے۔ الخنزیر جانوروں کا اسمِ جنس ہے۔جس کو اللہ حرام قرار دیا ہے۔گلا سڑا گوشت اس لئے ترجمہ غلط ہے کہ مرکب توصیفی کا قرینہ موجود نہیں کہ ہم کہہ سکیں یہ گوشت کی صفت گلا سڑا ہونا ہے۔غدود کے لئے غدود کا لفظ یا خنزیر الانعام جانوروں کی غدودیں آنا چاہیئے۔لہٰذا یہاں خنزیر کا گوشت درست ترجمہ ہے۔جو جانور کا نام ہے۔

ت.**مَا اُهِلَّ بَهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ** ۔جس شے کوبھی غیراللہ کی بلندی کیلئے دیا جائے حرام ہے۔اس میں نباتات، جمادات اور حیوانات ہرچیز شامل ہے۔2/168 میں كُـلُوْا کاحکم نباتات سےشروع ہوتاہےاور جوکچھ بھی زمین میں پیدا ہوتا ہے اسے کھانے کاحکم ہے۔اس میں جمادات بھی آجاتیں ہیں کیونکہ وہ بھی زمین ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔نمک اور پھٹکڑی جمادات ہیں جوہم کھا رہے ہیں۔کسی شے کوبھی غیراللہ کی بلندی کیلئے نہیں دیا جا سکتا یہ حرام ہے۔صرف اللہ کے نام پر اور اللہ کانام بلندکرنے کیلئے جان اورمال خرچ کرنے کا حکم ہے۔

مذکورہ چار چیزوں کی حرمت کا تذکرہ 5/3،16/115اور6/145 آیات میں بھی آپ دیکھ سکتے ہے۔6/146 میں ہے یہودیوں پرہم نے ہرحملہ کر کے شکارکرنے والا جانورحرام پایا تھا۔گائے اور بھیڑبکریوں کی چربی کو بھی حرام پایا تھا۔یہ حرمت اللہ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ یہ اُن کی اللہ کے حکم سے بغاوت تھی۔3/50 میں اللہ عیسٰی سلام" علیہ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی بتاتے ہیں جس کا وہ اس آیت میں اعلان کرتے ہیں کہ میں اس لئے بھی نبی بن کرتمہارے پاس آیا ہوں کہ جوکچھ تم نے اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیا ہے اُسے بذریعہ وحی حلال قرار دوں۔ ذی ظُفُرِ اسرائیل کی خودساختہ حرمت والی لسٹ میں شامل تھا۔ اَلظُّفُر انسان اورجانورکے ناخن کوکہتے ہیں۔ كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ۔ہرپنجے اور ناخن والا جانور مراد ہے جو حملہ کر کے شکارکرتا ہے۔کیونکہ وہ فتح وظفریعنی کامیابی سے اپنے شکار پرغالب آتا ہےاس لئے وہ ذی ظفر کہلاتا ہے۔48/24 میں اَظْفَرَ كُمْ عَلَيْهِمْ آیاہے۔یہا اظفر کامیاب اورغالب ہونے کے معنوں میں استعمال ہواہے۔اوراللہ نےحرمت والی لسٹ میں ذی ظفر کاذکرنہیں کیا۔اللہ 6/119 آیت میں فرماتے ہیں قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّاحَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّامَااضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ اللہ نےتوتفصیل بیان کر دی ہے(2/173,5/3,6/145,16/115) جوکچھ بھی اُس نےتم پرحرام قرار دیا ہےمگرمجبوری کی حالت میں اس حرام کوبھی کھا سکتے ہو۔ان آیات کے ہوتے ہوئے کوئی یہ کہہ دے کہ اللہ کی کتاب میں حلال و حرام کی تفصیل نہیں ہے۔اللہ کی کتابِ مفصَّل (6/114) کی نفی ہے اور اللہ کے فیصلہ کن قول(86/13) کوجھٹلانے والی بات ہے۔بنی اسرائیل پربھی وہ سب حلال تھا جو قرآن میں حلال ہے۔اس لئے اہلِ تورات کو پہلے اس بات سے آگاہ کیا گیا پھر یہ چیلنج کیا گیا کہ اگرتم سچّے ہو تو تورات لے کر آوَ۔آیت کے کلمات پر غور فرمایئے۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ اِلَّامَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰةُ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ 3/92 کھانے کی ہر شے جوقرآن میں حلال ہے وہ بنی اسرائیل کیلئے بھی حلال تھی۔مگر تورات کے نزول سے پہلے اسرائیل (یعقوب سلام" علیہ) نے کچھ چیزوں کی اپنے اُوپرخودساختہ پابندی لگائی ہوئی تھی۔اگرتم سچّے ہوتووحی شدہ تورات کی تلاوت کرو۔اس آیتِ مبارکہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی خودساختہ پابندی حرام وحلال میں حجت نہیں ہے۔یہودیوں سےقرآن کا مطالبہ تورات لانے کا ہے جو وحی شدہ کتاب ہےجو اُن کے پاس نہیں ہے۔لہٰذا غیرمسلم کا مطالبہ مسلمانوں سے حرام و حلال کے بارے یہی ہوگا کہ اے مسلمانو! فَاْتُوْا بِالْقُرْاٰنِ قرآن لےکر آوَ یہ اُن کا جائز مطالبہ ہےکہ مسلمان اپنا حلال

و حرام قرآن سے ثابت کریں۔قرآن میں ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی شے حرام نہیں ہے۔اور نہ ہی اللہ نے کسی بشر کو اس میں مداخلت کا اختیار دیا ہے۔ارشادِ ربّانی ہے۔اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ 5/1 تمہارے لئے بھیمۃ الانعام حلال کردیئے گئے ہیں مگر و بھیمۃ الانعام قرآن میں تلاوت کیا گیا ہے وہ حرام ہے۔تم تو کسی جانور کا بھی شکار حلال کرنے والے نہیں ہو کیونکہ تم حکم کے پابند ہو۔بلاشبہ اللہ ہی حکم دیتا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے۔

بَھِیْمَۃُ: البھائھم اسکی جمع ہے اس کا سہ حرفی مادہ ب ھ م ہے مستقل اقامت کرنا، ماں سے علیحدہ کرنا، مشتبہ ہونا، اَلْبَھِیْمَۃُ اُسے کہتے ہیں جس میں قوّتِ گویائی نہ ہو۔ مُبْھَمٌ اور ابہام بھی اسی سے ہے۔جس کے معنی غیر معروف اور غیر واضح کے ہیں۔عربی لغت کے اعتبار سے ماں سے الگ اور قوتِ گویائی سے محروم تمام جانور آجاتے ہیں۔انسان اپنے علاقے کے جانوروں سے واقف ہوتا ہے۔دوسرے علاقے کے جانور اس کے لئے مبھم ہوتے ہیں اور واقفیت تک نہیں ہوتی۔اس طرح علاقے میں ماں سے جدا ہونے والے جانور اور دوسرے علاقے کے مبھم اور بے زبان جانور بھیمۃالانعام میں شامل ہیں۔اس میں خشک و تر اور فضائی جانور شامل ہیں 6/145 آیتِ محکم میں حلال و حرام کا بڑا جامع اور مفصل بیان ما اور اِلاَّ کے حصر کے ساتھ اللہ نے صرف بیان ہی نہیں بلکہ قُل کہہ کر نبی سلامٌ علیہ سے اعلان کروایا ہے اور اب ہر مومن یہ اعلان کرے تو سنتِ رسول کا عامل ورنہ سنت اور آیتِ محکم کا انکار ہے اور منکرِ رسول ہے۔سورۃ نمبر 16 آیت نمبر 114 تا 116 ملاحظہ فرمایئے۔ فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلاً طَیِّبًا ص وَّ اشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ج فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ پس حلال جو موزوں ہو کھاؤ اس میں سے جو بھی اللہ نے تم کو دیا ہے۔اور اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرو اگر تم خاص اُسی کی غلامی کرتے ہو۔114 یقیناً اُس نے تم پر مردہ اور بہتا خون اور خنزیر کا گوشت اور جس شے کے ذریعے غیر اللہ کو بلند کیا جائے حرام قرار دیا ہے۔پس جو مجبور ہو نہ وہ باغی ہو اور نہ زیادتی کرنے والا ہو(وہ ان کو بھی کھاسکتا ہے)۔ (2/173,6/145) پھر یقیناً اللہ غفور ہے رحیم ہے۔115 تم اپنی زبانوں(تحریروں، کتابوں) میں جھوٹ بیان نہ کرو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔تاکہ تم اللہ پر جھوٹ گھڑو۔یقیناً جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔وہ فلاح نہیں پائیں گے۔116

اَلْاَنْعَامِ: اس کا سہ حرفی مادہ ن ع م ہے۔جس کے معنی خوشحال ہونے کے ہیں النَّعم اونٹ کے لئے بولا جاتا ہے۔ عربوں کیلئے اونٹ ہی خوشحالی کا باعث ہے۔اب ہر جانور کیلئے بولا جاتا ہے۔الانعام جمع ہے۔عربوں کے ہاں جو جانور معروف تھے اور وہ گھروں میں رکھتے تھے اور حرث یعنی کھیتی کے ساتھ جو اُن کی شرکیہ وابستگی تھی۔قرآن نے اُس کا اظہار کیا ہے۔اللہ نے اِن آیات کو بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ کی تعریف (Defination) اور معیار کے لئے پیش نہیں کیا۔لہٰذا 6/138

آیت پیشِ خدمت ہے خودغورفرمایئے۔ **ھٰذا انعام" و حرث" حجر" لا یطعمھا الّا من نّشاءُ بزعمھم** 6/138 یہ جانور اور کھیتی کھانا منع ہے۔اسے کوئی نہیں کھائے گا مگرجس کو اپنے نظریے کے مطابق ہم چاہیں گے وہ کھا سکتا ہے۔اس خودساختہ حلال وحرام کی پابندی سے اللہ نےمنع کیا ہے۔اللہ نے یہ مسئلہ تو یہاں نہیں بتایا کہ انعام اس قسم کے ہوتے ہیں اور **بھیمۃ** اس قسم کے ہوتے ہیں۔7/179 میں غور وفکر سے عاری لوگوں کو **کالانعام** اللہ نے کہا ہے۔ماقبل 7/176 آیت میں اللہ ایسے ہی لوگوں کو کتّے کی مثل کہہ چکاہے۔62/5 میں گدھے کی مثال ہے۔5/60 اور 7/166 میں بندر اورسور کی مثال ہے۔غور وفکر کا مقام ہے کیااللہ کو انعام کے بارے علم نہیں تھا کہ وہ گھاس کھانے والا، جگالی کرنے والا، دو معدوں والا اورگوشت نہ کھانے والا ہوتا ہے۔پھربھی **کالانعام** کہنے کے بعد کتّے بندر اورسور کی مثالیں دے کراللہ کس انعام کی وضاحت فرما رہے ہیں۔ **افلا یعقلون** ۔ایک دوسرے مقام پرفرمایا **یاکلون کما تاکل الانعام** 48/12 یہ لوگ بھی جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ گوشت اور نباتات دونوں چیزیں انعام کی خوراک ہیں اور انسان بھی دونوں چیزیں کھاتا ہے۔پھرفرمایا **وارعوا انعامکم** 20/54 اپنے انعام کی نگرانی کرو۔اگر وارعوا کا معنی چرنا اورچرانا کریں گے تو نہ چرنے والے جانورخودبخودنکل جائیں گے۔حالانکہ گھر میں نہ چرنے والے جانوربھی رکھے جاتے ہیں۔ **ارعوا** کا سہ حرفی مادہ رع ی ہے۔راعِی" اسمِ فاعل ہے جس کے معنی نگرانی کرنے والا ہوتے ہیں۔لہٰذا چرانے کے معنی مناسب نہیں ہیں کیونکہ ان کے علاوہ بھی بہت سے جانور رکھے جاتے ہیں۔جن میں مرغیاں، مچھلیاں، سانپ اورشیربھی ہیں۔اس طرح وہ ترجمہ درست تصورکیا جائے گا۔جو ان تمام جانوروں کو اپنے احاطہ میں لے آئے اورمشاہداتی حقیقت نظربھی آئے ورنہ اللہ کے حکم اورعلم میں نقص وارد ہوتا ہے۔قرآن کی اِن تصریفات سےتو معلوم ہوتاہے کہ انعام کیلئے چرنے چگنےاور جگالی کرنے والامحدود تصوردرست نہیں ہے۔ الانعام میں لامِ تعریف کوجنس قرار دیا جائے اور بحری، برّی اور فضائی ہرقسم کا جانور اس میں شامل کیا جائے۔اس لفظ کو قرآن نے دوسری جگہ پربھی استعمال کیاہے اور ہم کو قرآن اس لفظ کی لغت مہیا کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ **فَمَارَعَوْهَاحَقَّ رِعَايَتِهَا** ج پس انہوں نے اِس کاخیال نہیں کیا جیسا کہ اِسکے خیال رکھنے کا حق تھا۔**57/27** **وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِ هِمْ رَاعُوْنَ** اورجولوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی پاسبانی کرنے والے ہوتے ہیں۔**23/8** آیت میں **وارعوا** کامعنی **23/8** اور **57/27** آیات کی تصریف کے بعدچرانا کرنا، حقیقت سےنظریں چرانے والی بات ہے۔**20/54** آیت میں کلوا کے بعد وارعوا کاقرینہ یہ ثابت کرتاہے کہ کھانے میں جس طرح تم اپنا خیال رکھتے ہواس طرح ان جانوروں کا خیال رکھواس میں تمام جانورشامل ہیں۔دو پاؤں والے، چار پاؤں والے، اُڑنے والےاوررینگنے والے سب کا خیال رکھنے کیلئے حکم ہے۔ چرانے کا مفہوم لینے سے آیت کا وسیع اور بلیغ اندازختم ہوجاتا ہے۔چرانے کا معنی مشاہدے کے خلاف ہے۔قرآنی لغت کے خلاف ہے۔کیا اللہ نہیں جانتا کہ انسان کے پاس چرنے والے جانوروں کےعلاوہ بھی جانور ہوتے ہیں۔اپنی ذاتی پسنداورناپسندکومعیار بنا کرآیات کی غلط تعبیرکر کے اللہ کےعلم کو محدودکرنے کی کوشش نہ کریں۔**2/173,**

5/3, 6/145. 16/115 آیات کی رو سے چار چیزوں کی حرمت ثابت ہے۔مگر غیر قرآنی یعنی قرآن نہ ماننے والے قرآن کی حرمت پر مطمئن نظر نہیں آتے ۔وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَاحَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اورمشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباءاس کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کرتے اور ہم اُس (کتاب اللہ) کے سوا کسی کی بھی پابندی اختیار نہ کرتے۔اسی قسم کا رویہ ان سے پہلے کافروں نے بھی اختیار کیا تھا۔پس رسولوں پر تو واضح بلاغ کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔16/35 (6/138) مذکورہ آیت کی رو سے مشرکین کا کتاب اللہ کی حدود تک رہنا بڑا مشکل کام ہے۔جب تک وہ کتاب اللہ میں افراط وتفریط نہ کرلیں اُنہیں چین ہی نصیب نہیں ہوتا۔یہ اُن کی پرانی روش ہے۔اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔قرآن کے طالبِ علم کو اپنا فریضہ انجام دینے میں کہیں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔کفایتِ قرآن ہی اس کی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔اور بھیـــمة میں تائے مبالغہ اس کی بہم رسانی کی کثرت اور وسعت کا اظہار ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جانوروں کے مبہم ہونے کا تصور بھی موجود ہے۔اس کائنات میں جانوروں کی اتنی زیادہ کثرت ہے کہ انسان کیلئے ان کی پہچان بہت مشکل ہے اس لئے اللہ نے آسانی پیدا کردی ہے کہ حرام جانور کی پہچان کرو باقی جانوروں کی تمام مبہم اقسام حلال کردی گئی ہیں۔بہر حال اللہ نے حلال وحرام کو تفصیل کے ساتھ واضح کردیا ہے۔حالانکہ 6/145 کی ایک محکم آیت ہی حرام و حلال کیلئے کافی تھی۔يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۸ اے لوگو! زمین میں جو کچھ بھی ہے اِس میں سے موزوں حلال کھاؤ۔شیطان کی تحریروں کی اتباع نہ کرو یقیناً وہ تمہارا قرآن کی وجہ سے کھلا دشمن ہے۔2/168

حَلٰلًا طَيِّبًا 2/168: مرکّبِ توصیفی ہے۔حلال کی صفت طیب ہے۔اور یہاں طیب کے معنی موزوں اور پسند کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حلال غیر طیب بھی ہے۔اور حکم یہ ہے کہ زمین میں سے کھاؤ جو حلال ہو اور تمہاری صحت اور تمہارے مزاج کے لئے موزوں ہو۔یہ دینِ فطرت ہے۔مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک شے کسی کی صحت اور مزاج کے لئے موزوں اور وہی دوسرے کے لئے غیر موزوں ہوتی ہے۔اگرچہ حلال ہو مگر اسے ناپسند ہوتی ہے۔اگر حلال کے ساتھ طیب کا لفظ نہ آتا تو ہر حلال شے کھانا پڑتی اور نہ کھانے کی صورت میں کفر لازم آتا۔اللہ نے یہ سہولت دی ہے کہ ہر فرد اپنی من پسند اور صحت کیلئے موزوں خوراک کا انتخاب کرے اور اپنی ناپسند دوسروں پر حرام قرار نہ دے۔لہٰذا ہر حلال طعام کو کھانا فرض نہیں ہے اور اپنی ناپسند حلال شے کو حرام قرار دینا جائز نہیں ہے۔

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ 5/1: اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ تمہارے لیے بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ حلال کئے ہیں مگر جو تم پر تلاوت کیا گیا ہے وہ جانور حلال نہیں ہے۔تم اُس کا شکار کرکے حلال کرنے والے نہیں ہو کیونکہ تم حکم کے پابند ہو۔یقیناً اللہ حکم دیتا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے۔5/1 بھیمة الانعام جملہ ناقص مرکبِ اضافی ہے۔انعام کے بہیمہ معنی ہیں۔احلت لکم بھیمة الانعام الاّ ما یتلیٰ علیکم 5/1 انعام کے بہیمہ حلال کئے گئے ہیں مگر جو قرآن میں بھیمة الانعام تلاوت کیا گیا ہے وہ حلال نہیں ہے۔اگر کسی حرام جانور

کا نام قرآن میں تلاوت ہی نہیں کیا گیا تو ما یتلیٰ قرآنی بیان کی حقیقت کیا ہے۔اسی نقطہ کی بنیاد پر راہِ ہدایت متعین کرنی ہے اورحرام و حلال میں منشاء الٰہی کو جاننا عقلِ انسانی کا اولین فریضہ ہے۔بَھِیْمَۃُ کا سہ حرفی مادہ ب ھ م ہے۔ اَلْبُھَمَ ٹھوس، بند چیز، گونگا اورغیرواضح شے کو کہتے ہیں. بَھَمَ دودھ پیتے جانور کے بچّے کو اُس کی ماں سے جدا کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ماں سے جدا ہونے والے جانور کو بہیمہ کہتے ہیں۔اس طرح ماں سے جدا نہ ہونے والے جانوروں کو بھی حلال نہ کرنے کا تصور قرآن دے رہا ہے۔جو جانور ماں سے الگ ہوجائے بہیمہ کہلائے گا۔جانوروں کی زبان نہیں ہوتی۔حیوانِ غیر ناطق ہوتے ہیں۔عربی ادب میں بھی اس کی تائید موجود ہے۔نبی سلام‘ علیہ نے فرمایا ایک مسافر کو سخت پیاس لگی تھی وہ کُنوئیں میں اُترا پانی پیا اور باہر آ گیا۔جب اُس نے کتّے کو دیکھا کہ پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔اُس نے سوچا کہ یہ کتّا بھی میری طرح پیاسا ہوگا۔وہ دوبارہ کُنوئیں میں اُترا اوراپنا موزہ پانی سے بھر کر منہ میں پکڑ کر لے آیا اوراُس نے کتّے کو پانی پلایا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ انّ لنا فی البھائم فقال نعم فی کُلّ ذاتِ کبدٍ رطبٍ اجر“ رواہُ بخاری و مسلم (مشکٰوۃ جلد 1 حدیث 63 صفحہ 28 عبدالحق) بھیمۃ“ کما تنتج البھیمۃ (بی۔اے عربی کورس حصہ دوم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی صفحہ 73) جیسے کوئی جانور کسی جانور کو جنتا ہے۔گویا جننے کے اعتبار سے لامِ تعریف بطورِ جنس خشک و ترکا ہر جانور شامل ہے۔عربی ادب میں بہیمہ سے ہر قسم کا جانور مراد لیا گیا ہے۔قرآن میں بھی اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔اَلْاَ نْعَا مِ کا سہ حرفی مادہ ن ع م ہے۔ ثَوْ ب“ نَا عِم“ نرم اورآرام دہ کپڑے کو کہتے ہیں۔نُعامیٰ خوشگوار ہوا کو کہتے ہیں۔الناعمۃ خوشگوار زندگی گزارنے والی عورت کو کہتے ہیں۔لہٰذا خوشگوار خوراک میں گوشت کا شمار ہوتا ہے۔یہ خوراک جانوروں سے حاصل ہوتی ہے۔اس لئے جانوروں کو انعام کہا جاتا ہے۔لہٰذا تلاوت شدہ حرام جانور کے علاوہ تمام جانور اللہ نے حلال قرار دے دیئے ہیں۔جانوروں کی تمام مبہم اقسام جن کے تمہیں نام بھی نہ آتے ہوں سب حلال ہیں۔شکار کریں اورکھائیں۔

غوروفکر سے عاری لوگوں کو کا لانعام 7/179 آیت میں کہا گیا ہے۔7/176 آیت میں ایسے لوگوں کو کمثل الکلب کہا گیا ہے۔اللہ نے تو کلب یعنی کتے کو انعام میں شامل کیا ہے۔کیا اللہ کو معلوم نہیں کہ کتّا گھاس کھانے اور جگالی کرنے والا جانور نہیں۔ 47/12 میں ہے یَاْ کُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وہ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔اب انسان کی خوراک میں تو گوشت ،نباتات اور جمادات شامل ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کے جانور انعام میں شامل کرنے پڑیں گے۔20/54 میں ہے وارعوا انعامکم جس کے معنی ہیں اپنے جانوروں کا خیال رکھیں۔یہاں چرانے کا معنی کرنا مشاہداتِ عالم کے خلاف ہے۔کیونکہ گھر میں چرنے والے جانوروں کے علاوہ جانور بھی رکھے جاتے ہیں جن میں اُڑنے والے جانور اور آبی جانور شامل ہیں۔لہٰذا بھیمۃ الانعام میں برّی، بحری اور فضائی جانور شامل ہیں۔

2۔غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُم“ 5/1: مُحِلِّی اسمِ فاعل ہے جس کے معنی حلال کرنے والا ہوتا ہے۔غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ مرکبِ اضافی ہے۔اس کا معنی ہو گا شکار کو نہ حلال کرنے والا یا شکار کو نہ جائز کرنے والا۔ایمان والے ایسے جانور کا شکار کرنے والے نہیں ہیں جو حرمت کی لسٹ میں تلاوت کیا

گیا ہو۔اور وہ جانور بھی جس کے شکار کی اسلامی حکومت جب پابندی لگا دے تو "اَنۡتُمۡ حُرُمٌ" کا مطلب ہے کہ تم اس قانون کے پابند ہو۔اللہ کا حکم ہو یا اسلامی مرکز کی طرف سے کوئی عارضی پابندی ہو۔یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۫ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۶۸﴾ ترجمہ:اے لوگو! زمین میں جو کچھ بھی ہے اِس میں سے حلال جو تمہیں اچھا لگے کھاؤ۔شیطان کی تحریروں کی اتباع نہ کرو یقیناً وہ تمہارا قرآن کی وجہ سے کھلا دشمن ہے۔2/168حلال وحرام کا قرآن میں تفصیلی ذکر کردیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی زمین میں پیدا ہوتا ہے،حیوانات، نباتات اور جمادات میں مذکورہ چار چیزوں کے علاوہ انسان ہر چیز کھا سکتا ہے بشرطِ کہ اُسے اُس کو کھانے کا طریقہ آتا ہو اور اُس کی صحت کیلئے موزوں اور اُس کے مزاج کے مطابق ہو۔حیوانات اور نباتات کے بارے کوئی ابہام نہیں لیکن جمادات میں ہم پھٹکڑی اور نمک وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔اب تو لوہے کا بھی کیمیکل کے ذریعے کُشتہ بنایا جاتا ہے۔فولاد کے طور پر شربت میں استعمال ہوتا ہے۔حکم یہی ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے حلال اور جو تمہارے لئے موزوں ہے کھاؤ۔قُلۡ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِیۡنَ یَشۡهَدُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَلَا تَشۡهَدۡ مَعَهُمۡ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ وَ هُمۡ بِرَبِّهِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾ کہو لاؤ اپنے گواہ جو شہادت دیں کہ یقیناً اللہ نے یہ چیزیں حرام کی ہیں۔سو اگر وہ گواہی دے دیں تو تم اِن کے ساتھ گواہی نہ دینا۔اور اُن کی خواہشات کی اتباع نہ کرنا جنہوں نے ہماری باتوں کو جھٹلا دیا تھا اور جو یومِ آخرت کو بھی نہیں مانتے اور وہ اپنے رب کے ساتھ برابری کرتے ہیں۔ 150

اب اس سے واضح الفاظ میں اللہ کیسے بتائے کہ داعی قرآن پورے یقینِ کامل سے اعلان کردے کہ اللہ نے یہ حرام قرار دیا ہے۔اب اللہ کے مقابلے میں کسی علامہ،مفتی ، ارسطو اور افلاطون کا کوئی مقام نہیں ہے۔اگر وہ قرآن کے خلاف شہادت بھی دے دیں تو داعی قرآن کو حکم ہے کہ وہ اُنکے ساتھ شہادت نہ دے۔اور نہ ہی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے کی ضرورت ہے۔کیونکہ وہ اٹکل پچو اورظنّ وگمان کی دنیا میں رہ رہے ہیں۔6/145 آیت میں اللہ نے حرام چیزوں کی فہرست دی ہے۔کوئی مانے یا نہ مانے بہرحال داعی قرآن کو اعلان کرنا ہے۔جو اللہ کی وحی ہے اس میں ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں ہے۔معاشرے میں مزید دوسری برائیوں کو روکنے کیلئے بھی یہ کلمہ استعمال کیا گیا ہے۔جن برائیوں کو معاشرہ شیرِ مادر کی طرح نگلے جا رہا ہے اور اُس کی حرمت کی پرواکئے بغیر زندگی گزار رہا ہے۔اب ان مذکورہ کھانے والی چیزوں کی حرمت کے علاوہ جہاں حرمت کا کلمہ استعمال ہوا وہ مندرجہ ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَیۡكُمۡ اَلَّا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَیۡـًٔا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَ اِیَّاهُمۡ ۚ وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوۡفُوا الۡكَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ۚ وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰی ۚ وَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾ ترجمہ:اعلان کرو کہ آؤ میں تم کو اللہ کا فرمان سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں لگائی ہیں۔یہ کہ اُس کے ساتھ کوئی شریک

نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو۔ہم تمہیں اور خاص اِن کو بھی عطا کریں گے۔ فحاشی کھلی ہو یا چھپی ہو اُس کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔جس جان کو اللہ نے حرمت دی ہو اُسے قتل نہ کرنا مگر اللہ کے حکم کے مطابق۔یہ مذکورہ احکام ہیں اُس نے تمہیں قرآن کے ذریعے دیئے ہیں اُمید ہے کہ تم سمجھ جاؤ گے۔151(4/36) یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے کے ساتھ جو حسن کارانہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورے کرو۔ہم کسی نفس کو اُس کی طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہراتے۔اور جب بھی بات کرو عدل کی بات کرو اگرچہ وہ قرابت والا ہو۔اور اللہ کے عہد کے مطابق عہد پورا کرو۔یہی مذکورہ احکام تم کو اللہ نے اس کتاب کے ذریعے دیئے ہیں اُمید ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو گے 6/152۔ 6/152,151 آیت میں چند احکامات کا انسان کو پابند بنایا اور ان احکام کو حرمت کی فہرست میں داخل کیا اور 6/153 آیت میں ارشاد فرمایا وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ اور یقیناً یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔پس اسکی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ پھر وہ تم کو اُس کی راہ سے الگ کر دیں گے۔یہ اللہ نے تم کو اس قرآن کیساتھ حکم دیا ہے۔تاکہ تم نافرمانی سے بچ جاؤ۔6/153 یہ ہر داعی قرآن کا اعلان ہے اور یہی سنتِ رسول ہے۔غیر متبدل پابندیاں جو اللہ کی طرف نازل ہوتیں ہیں ان کی اتباع ہی میرا سیدھا راستہ ہے۔اس کے سوا دوسرے راستوں کی اتباع قرآن سے الگ کر دے گی۔ 7/33 آیت میں حرمت کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ کہہ دو میرے رب نے ظاہر اور چھپی ہوئی فواحش کو حرام ٹھہرایا ہے اور اِثم اور ناحق بغاوت کو اور یہ کہ اللہ کا شریک ٹھہراؤ جس کے بارے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور یہ کہ تم اللہ پر ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ 33اس آیت میں اللہ نے اِنَّمَا کے حصر کے ساتھ جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اَلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ظاہر اور چھپی ہوئی نافرمانی کو حرام ٹھہرایا ہے۔

(۲) اَلْاِثْم سے مراد بھی اللہ کی نافرمانی ہے

(۳) اَلْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ناحق بغاوت کو حرام ٹھہرایا ہے۔یہ بھی اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۴) اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے دلیل نازل نہیں کی گویا کہ اللہ کی برابری ذات اور احکام کے حوالے سے کرنا۔یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۵) اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ یہ کہ تم اللہ پر ایسی باتیں کہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ یہ اللہ پر افترا باندھنے کے حوالے سے ہے۔یہ بھی اللہ کی نا فرمانی ہے۔

اَلْفَوَاحِشَ: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا کہہ دو میرے رب نے ظاہر اور چھپی ہوئی فواحش کو حرام ٹھہرایا ہے 7/33 وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ اور زنا کے قریب نہ جاؤ یقیناً یہ نافرمانی ہے۔اور بہت بُرا راستہ ہے۔17/32

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ فحاشی کھلی ہو یا چھپی ہو اُس کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔6/151

اَلْفَاحِشُ . اَلْفَاحِشُ کے معنی قبیح، بدخلق اور بہت بخیل کے ہوتے ہیں۔قول یا فعل میں حد سے گزرنے والے کو فَاحِش" کہتے ہیں اور اس مونث فَاحِشَة" ہے۔اَلْفَوَاحِشَ زنا شوئی کی طرف لے جانے والا ماحول اور حالات اور زنا شوئی کی طرف لے جانے والی ہر حرکت فحش یا فَاحِشَةً حرکت کہلائے گی۔حقیقت یہی ہے کہ یک لخت عمل میں نہیں آتا۔پہلے آنکھ سے آنکھ ملتی ہے۔پھر تنہائی میں ملاقات ہوتی ہے۔پھر ہم آغوشی ہوتی ہے۔پھر رفتہ رفتہ زنا تک بات پہنچ جاتی ہے۔قرآنِ کریم 17/32 آیت میں زنا شوئی کی مبادیات کو فَاحِشَة حرکت کہتا ہے اور سَآءَ سَبِيْلًا کہتا ہے۔یہ فحاشی کھلی ہو یا چھپی ہو اُس کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ 6/151۔4/15 آیت میں ایسی عورتوں کیلئے اللہ کا کلام ملاحظہ فرمائیے۔وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ تمہاری عورتوں میں سے جو فحش حرکتوں کی مرتکب ہوں۔پس اِن کے خلاف اپنے میں سے چار گواہ کر لو۔پھر اگر وہ گواہی دے دیں۔پھر اِن کو گھروں ہی میں رُکنے کا پابند بناؤ حتّٰی کہ یہ ذلت آمیز سزا اِن کو کامل انسان بنا دے اور اللہ اِن کے لئے کوئی راہ پیدا کر دے۔15

اَلّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ..4/15: اَلّٰتِي عورتوں کے لئے جمع کا صیغہ ہے۔مومنوں تمہاری عورتوں میں سے جو بھی فحاشی پھیلانے کے لئے عُریانی کی مرتکب ہوں۔جسم کے جن حصوں کو گھر میں جن رشتوں سے ننگا رکھنے کی اجازت تھی(24/31)۔جو عورتیں جسم کے یہی حصے زمانہ جاہلیت کی مانند اپنے گھروں سے بغیر اُڑھنیوں کے نکلتی ہیں۔یہ عورتیں فحاشی کی مرتکب ہیں۔ان کی بے پردآوارگی پر مسلم سوسائٹی میں چار گواہ مل جائیں تو ان عورتوں کو گھر میں قید کی ذلت آمیز سزا دی جائے۔یہاں تک کہ یہ ذلت آمیز سزا (الموت) انہیں کامل انسان بنا دے (يتوفهن)۔کہ وہ اس فحاشی سے باز آجائیں اور شرافت کی چادر یعنی حجاب اور اوڑھنیاں لےکر باہر نکلیں۔حجاب یعنی پردہ اسلامی معاشرے کی پہچان ہے۔33/59 4/15 آیت کی رو سے فحاشی سے مراد زنا کی مبادیات ہیں۔جس میں نظریں ملانا، آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرنا، ملاقاتیں، ہم آغوشیاں اور دوسرے زنا شوئی کے ماحول اور سب حالات شامل ہیں جو زنا کے لئے ممد و معاون ہو سکتے ہیں وہ سب الْفَوَاحِشَ کے زمرے میں آئیں گے۔24/19 آیت اس مسئلے میں بڑی نشانِ راہ ہے ملاحظہ فرمائیے۔اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ بے شک جو لوگ ایمان لانے والوں میں بےحیائی کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی یقیناً اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔24/19 مذکورہ آیت میں فحاشی کی اشاعت تک روک دی گئی ہے۔چہ جائیکہ دنیا میں فحاشی کے فروغ کے لئے سیمینار اور بڑے بڑے اجلاس ہو رہے ہیں۔سٹیج پر فحاشی کی اشاعت کا انتظام ڈراموں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔فلم انڈسٹری میں بے پردگی اور بےحیائی کے ریکارڈ توڑ دیئے جاتے ہیں۔مخلوط ایجوکیشن اور اداروں میں عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ

بغیر حجاب کے کام کرنا قرآنی نقطہ نظر کی یکسر خلاف ورزی ہے۔مذکورہ ادارے زنا شوئی کیلئے مبادیات اور فحاشی کی اشاعت کے لئے ماحول اور حالات پیدا کر رہے ہیں۔اسلامی ریاست میں ایسے اداروں پر پابندی ہو گی جو فحاشی کی اشاعت کے مرتکب ہوں گے۔یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے اخبار پڑھنے والا ہر آدمی اس سے باخبر ہے کہ جن ممالک میں بے حجابانہ طرزِ زندگی عروج پر ہے وہاں رضامندی سے زنا کرنے والوں کو تحفظ مل گیا ہے۔قرآن اس کی اشاعت پر بھی پابندی لگاتا ہے۔زنا کرنے والوں کو کوڑوں کی سزا دیتا ہے۔24/2 دنیا میں فحاشی کا یہ عروج دردناک عذاب کی شکل اختیار کر گیا ہے جو لوگ اس عذاب سے نکلنا چاہتے ہیں اُن کو بھی کوئی راہ نظر نہیں آتی کہ وہ کیسے اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔جب دامن قرآن سے خالی ہے تو اس عذاب سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔عورتوں کا دائرہ کار چادر اور چاردیواری سے باہر نہیں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ بڑا واضح ہے۔ملاحظہ فرمایئے۔وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا يُرِيْدُاللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ اپنے گھروں میں وقار سے رہو اور سابقہ دورِ جاہلیت کی طرح بغیر اُڑھنیوں کے جسمانی اعضا ننگے نہ کرو(24/31)یعنی یہ فرضِ منصبی قائم کرو اور دوسروں کا تزکیہ نفس کرو یعنی اللہ کی اُس کے پیغام(65/10) کے ذریعے اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ اہلِ بیت تم سے پلیدی دور(5/6,41) کرے۔وہ تمہیں پاک کرے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔33/33

وَقَرْنَ 33/33۔وَقَرْنَ کا بنیادی سہ حرفی مادہ و ق ر ہے نون نسائی ہے۔وقار سے گھروں میں رہنے کی تلقین ہے۔

تَبَرَّجْنَ 33/33۔ب ر ج بنیادی سہ حرفی مادہ ہے۔اس کے معنی بلند ہونے اور ظاہر ہونے کے ہوتے ہیں۔ **بَرَّجَ** کے معنی ننگا کرنا، ظاہر کرنا، آراستہ ہو کر نکلنا، کپڑوں سے باہر آجانا اور اُوڑھنی لئے بغیر نکلنا۔نزولِ قرآن سے پہلے بے پردگی کا رواج تھا۔قرآن بے پردگی کو جہالتِ اولیٰ قرار دے کر عورتوں پر پردہ داری اور اُوڑھنیاں لے کر گھروں سے نکلنے کی پابندی لگاتا ہے۔لیکن موجودہ دور، ترقی یافتہ دور جو وحی کی تعلیم سے آشنا ہی نہیں بے پردگی اور عورتوں کے ننگے پن اور بے حیائی کی جہالتِ اولیٰ کو روشن خیالی قرار دے رہا ہے۔جب معاشرہ اس حد تک گمراہ ہو جائے کہ جہالت روشن خیالی اور اندھیرے کو نور سمجھ لیا جائے تو ایسے معاشروں کیلئے عذابِ الٰہی کی وعید کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔بُرج۔قلعے، ستون، مینار اور گنبد کو کہتے ہیں۔ تَبَرَّجُ کے معنی بنا پردے اور بنا اُوڑھنی لئے گھر سے نکلنا کے ہیں۔قرآن نے عورت کے لئے کام کرنے کی حدود مقرر کر دیں ہیں کہ وہ چادر اور چاردیواری کے تحفظ میں ہر کام کر سکتی ہے۔جہاں اس حدود سے تجاوز ہو گا وہاں عورت کا وقار نہیں بلکہ ایک شوپیس اور اشتہار سے زیادہ اُس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔عورت کا زیادہ تر معاشرے میں یہی کردار ہے۔یہ کردار جہاں بھی ہے وہاں قرآنی نقطہ نظر سے عورت کی توہین ہے۔عورت کی بے حجابی اور اُس کے ننگے پن کو کوئی بھی ادارہ اپنی پراڈکٹ کی مشہوری کیلئے خرید لیتا ہے۔قرآن جس نے عورت کا وقار حجاب، چادر اور چار دیواری کو قرار دیا ہے۔جو عورت اس حدود سے باہر نکل آئی ہے وہ قرآن کی نظر میں بے وقار اور منڈی میں بکنے والی ایک پراڈکٹ بن گئی ہے۔اللہ کی حدود سے باہر نکل کر اُس کا شرافت زادی والا مقام خاک میں مل گیا۔

ماڈرن سوسائٹی میں بےحیائی، فحاشی اور مغربی کلچر عزت و منزلت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔لہٰذا اُنہیں قرآن سے کیا واسطہ، قرآنی احکام تو نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔اس کا نتیجہ معاشرہ بھگت رہا ہے۔کمان سے تیر نکل جائے تو اُسے پکڑنے کی کوشش بےکار ہے۔وحی کے دائرے میں آنا ضروری ہے۔مرد ہو یا عورت وہ اپنے سارے کام وحی کردہ ضابطے کے دائرے میں رہ کر کریں۔انسان کی آزادی کی بقا وحی کی پابندیوں کے ساتھ وابستہ ہے۔نگاہوں کو نہ جھکانا اور بےحجابی کا عمل زناشوئی کی شروعات ہیں۔اس کی پابندی فرض ہے۔تمہارے ذہنوں کی صفائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔انسان تو ایک دوسرے کے ظاہری اعمال ہی سے پاکیزگی کا اندازہ لگا سکتا ہے۔لہٰذا اللہ کی حدود کو توڑ کر سوائے فساد کے کوئی چیز ممکن نہیں۔بےحجابی اور فحاشی کو عورتوں کی آزادی کا نام دینا قرآن کے سراسر خلاف ہے جبکہ قرآن فحاشی پر پابندی لگاتا ہے۔**اَلْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ** حرام ہے۔ملاحظہ فرمایئے **يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا** نشےاور جوئے کے بارے پوچھتے ہیں کہہ دو ان میں بہت بڑا گناہ ہے(7/33) لیکن کاروباری مخصوص لوگوں کے لیے یہ فائدہ مند ہے اور اس کا گناہ اس کے نفع سے بڑا ہے۔2/219

اَلْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ 2/219: یہ دونوں کلمات الف لام معرفہ سے شروع ہوتے ہیں۔خمر خمیر شدہ شے کو کہتے ہیں اور میسر ہر شے جو آسانی سے مل جائے۔ہمارا مشاہدہ ہے کہ نہ تو خمیر شدہ شے حرام ہے اور نہ ہی ہر آسانی سے ملنے والی شے حرام ہے۔کیونکہ ہم خمیر شدہ اشیاء کھاتے ہیں اور والدین کی طرف سے بہت سی چیزیں ہمیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔اللہ کی طرف سے وراثت کا قانون بغیر محنت کے بڑی آسانی سے بہت سی چیزیں ہمارے نام منتقل کر دیتا ہے۔لہٰذا مادے کے بنیادی معنی کی وجہ سے ہر شے کو حرمت میں شامل کرنا قرآنی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔لہٰذا الف لام معرفہ الخمر کو صرف میڈیکل یعنی محکمہ صحت کی طرف سے جاری شدہ منشیات کی لسٹ تک محدود رکھتا ہے۔نشہ آور اشیاء کے بارے حتمی فیصلہ صرف محکمہ صحت کے دائرہ اختیار میں ہے۔جس شے کو وہ نشہ آور اشیاء کی لسٹ میں درج کر دے وہ الخمر کہلائے گی۔المیسر کو لامِ تعریف جوئے کی معروف شکلوں تک محدود رکھتا ہے۔اللہ نے ان دونوں کو اثم" کبیر فرمایا ہے۔7/33 میں اثم" کو حرام قرار دیا ہے۔5/90 میں الخمر اور المیسر کو رجس" اللہ نے فرمایا ہے۔حکمِ ربّانی ہے فاجتنبوہ پس اس رجس سے دور رہو۔ لہٰذا اللہ کی کتاب سے ان دونوں کی حرمت ثابت ہے۔ نکاح کیلئے جن رشتوں کی حرمت وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

نکاح کے لئے محرمات: **وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ز وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ لا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ج كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ج وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ** 4/24

ترجمہ: اورتم نکاح نہ کرو جن سے تمہارے بڑوں (چچااور ماموں 2/133) نے نکاح کیا تھا مگر جو گزر چکا ہے اُسے رہنے دو۔ایسا کرنا یقیناً فحاشی ہے اور اللہ کے ہاں غصّے کی بات ہے۔اور یہ بہت بُری راہ ہے۔ 22 تم پرحرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں اورتمہاری بیٹیاں اورتمہاری بہنیں اورتمہاری پھوپھیاں اورتمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اورتمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اورتمہاری رضاعی بہنیں اورتمہاری بیویوں کی مائیں اورتمہاری بیویوں کی بیٹیاں جوتمہارے گھروں میں پلنے والیاں ہیں جن بیویو سے تمہارا زن و شوہر کاتعلق ہو چکا ہے۔اگر اُن سے تمہارازن و شوہرکا جنسی تعلق نہیں ہوا تھا تو پھر اُن کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔اورتمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا اجتماعی نکاح بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔مگر جو ماضی میں ہو چکا ہے اُسے رہنے دو۔یقیناً اللہ غفور ہے رحیم ہے۔ 23 اور نکاح شدہ عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو کافر شوہر چھوڑکر تمہارے ماتحت آ گئی ہیں اُن سے نکاح جائز ہے۔یہ اللہ کا قانون تم پر فرض ہے۔ (60/10) اور جو مذکورہ بالا کے سوا ہیں اُن سے تمہارا نکاح جائز ہے یہ کہ تم اپنے مال کے ذریعے معائدہ نکاح کی پابندی میں پاک دامن بنو، بدکاری کرنے والا نہ بنو..4/24

چارمہینوں کی حرمت: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ: بےشک اللہ کے ہاں کائناتی کتاب میں جس دن سے اُس نے سمٰوات و ارض پیدا کیئے ہیں۔مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چارحرمت والے ہیں۔یہ اللہ کی طرف سے ایک محکم قانون ہے۔ پس تم اِن مہینوں میں جنگ کرکے اپنے اوپر ظلم نہ کرو(2/217)اور مشرکین سے تم سب مل کر لڑوجیسے وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اورجان لوکہ اللہ حکم کی نافرمانی سے بچنے والوں کے ساتھ ہے۔9/36 بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ ۙ ترجمہ: اور اُس کے رسول (مرکزی اتھارٹی) کی طرف سے عہدشکن مشرکین سے بیزاری کا اعلان ہے جن سے تم معائدہ کرچکے تھے۔1 اِن سے کہہ دو پس تم زمین میں چارماہ چل پھر لواورجان لو یقیناً تم اللہ کو بے بس کرنے والے نہیں ہو اور اللہ ایسے عہدشکن کافروں کو ذلیل وخوارکرنے والا ہے۔2 اللہ اوراُس کے رسول (مرکز) کی طرف سے تمام لوگوں کی اطلاع کیلئے اِس عظیم سالانہ اجتماع کے وقت ایک اعلان ہے۔کہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے عہدشکن مشرکوں سے بیزاری ہے۔کہہ دو اگر تم سرکشی سے توبہ کرلوتو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔اگرتم مخالفت کروگے تو جان لو یقیناً تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور کافروں

کو درد ناک سزا کی بشارت سنا دو۔ 9/3 عظیم سالانہ اجتماع کے وقت اسلامی حکومت کی طرف سے خارجہ پالیسی کا اعلان ہے۔ جن مشرکین نے معائدہ امن کی خلاف ورزی کی ہے۔ اُن سے اب کھلم کھلا اعلانِ جنگ ہے۔ اَلْحَجِّ الْاَکْبَرِ کی اصطلاح سے عمرے کا تصور بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ سالانہ اجتماع کے علاوہ چھوٹے اجتماع ہیں اور کوئی ہنگامی اور انفرادی اجلاس بھی ہوسکتا ہے۔ ان تمام اجلاس کا تعلق مرکزی مسجدِ حرام سے ہے۔ جہاں نبی موجود ہوتا ہے یا اُس کے بعد اُمتِ مسلمہ کا مرکزی لیڈر، امام یا خلیفہ موجود ہوگا۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ 22/27 اور لوگوں میں سالانہ اجتماع کا اعلان کر دو وہ تیرے پاس آئیں گے ۔ یہ ابراہیم سلامٌ علیہ کو اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ اعلان کر دو لوگ تیرے پاس آئیں۔ ثابت ہوا کہ جہاں اُمتِ مسلمہ کا مرکزی لیڈر رہے وہاں ہی یہ سالانہ اجتماع ہو گا۔ اب یہ اَلْحَجِّ الْاَکْبَرِ مسجدِ نبوی میں ہو رہا ہے کیونکہ نبی سلامٌ علیہ ہجرت کر کے اپنا ایک الگ مرکز بنا چکے ہیں اور تمام مشرکین سے مہینے کے بدلے حرمت والا مہینہ ہے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دشمن اس مہینے میں جنگ سے گریز کرے تو پھر اس مہینے کا احترام تم پر لازم ہے۔ کیونکہ حرمات قصاص ہیں کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کا بدلہ ہے۔ 2/217 میں حکم ہے کہ اِن مہینوں میں جنگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ 9/36 میں ہے ۔ اللہ نے بارہ مہینے بنائے ہیں جن میں چار حرمت والے مقرر کئے ہیں۔ 9/2 میں الحج الاکبر کے دن معائدہ امن کی خلاف ورزی کرنے والے مشرکوں سے بے زاری کا اعلان ہے۔ اور ان کو چار مہینے کی مہلت ہے۔ 9/5 میں ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو ان سے جنگ کرو۔ 9/36 میں اللہ نے اس کو ایک محکم قانون قرار دیا ہے۔ 9/37 میں ہے کہ اس محکم قانون کو بھولنا کفر میں زیادتی کا سبب ہے۔ ان تمام آیات کے مطابق ثابت ہوتا ہے مسائل کا حل جنگ نہیں ہے۔ مسائل کا حل قیل وقال کے ذریعے مذہبی آزادی میں جبر کئے بغیر امن و سلامتی کے فارمولے کے تحت معائدات کرنے میں ہے۔ کوئی فریق نظریہ ضرورت کے تحت دل میں کھوٹ رکھ کر یہ معائدہ نہ کرے۔ دوسرا اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ معائدہ امن کرنے کا کوئی وقت نہیں ہے۔ لیکن معائدہ منسوخ کرنے کے اعلان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ معاملہ سالانہ اجتماع سے پہلے ہی بحث کرنے کے بعد طے پایا ہے کہ اب یہ مشرکین امن کے معائدے کی بار بار خلاف ورزی کرتے ہیں لہٰذا اب ان سے امن کا معائدہ برقرار نہیں رہ سکتا۔ اور سالانہ اجتماع کے دوران اُن سے بے زاری کا اعلان حکومت کی طرف سے ہے۔ اسی دن سے لگا تار چار مہینے کی مہلت ہے۔ سالانہ اجتماع کی تاریخوں کا اعلان اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ حکومت کی طرف سے ہے۔ ذی الحج سالانہ اجتماع کا مہینہ ہے تو حرمت والے مہینوں کا شمار یہاں سے شروع ہوگا۔ اس طرح حرمت والے مہینے ذی الحج، محرّم، صفّر اور ربیع الاوّل کہلائیں گے۔ سورۃ نمبر 9 کی آیت نمبر 1 تا 5 کے مطالعہ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مسلسل لگا تار چار مہینوں کی مہلت ہے۔ جب کہ روایت میں ذی قعد، ذی الحج، محرّم اور رجب ہے جو اللہ کی منشاء کے خلاف ہیں۔ اللہ نے بڑے واضح الفاظ میں حلت وحرمت کی وضاحت قرآن میں کر دی ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ حلال وحرام میں قرآن کے علاوہ کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ اب ایک نقطہ کی وضاحت ضروری ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ جس شے کے ساتھ حرام کا لفظ آئے وہی حرام ہے۔ بے شک اس

میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ حرام ہے۔ حرام کی لغت میں روکنے اور پابندی لگانے کے معنی بھی شامل ہیں۔ قرآن نے جن جن کاموں سے منع کر دیا ہے وہ سب حرمت کے دائرے میں آتے ہیں مثلاً فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور سب اللہ کی رسی (قرآن) کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاؤ۔ اور قرآن سے الگ نہ ہونا 3/103 (6/159) یہ بات اتنی واضح ہے کہ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کو اتنی مضبوطی سے پکڑنا کہ تمہارا قرآن سے ذرا سا بھی الگ رہنا حرام ہے۔ جو اس سے الگ ہوا نبی سلام'' علیہ کا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آیت ملاحظہ فرمائیے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا نبی تیرا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یقیناً اِن کا معاملہ اللہ کی طرف چھوڑ دو۔ پھر وہی اِن کو بتائے گا جو وہ کام کرتے رہے تھے۔ 159

6/159 آیت کو 6/141 تا 6/155 آیات کے تناظر میں رکھ کر غور و فکر کریں تو بات واضح ہو گی۔ قرآن سے الگ ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ قرآنی دلیل و برہان کے حوالے چھوڑ کر غیرِ قرآن کی اتباع کرنا قرآن سے علیحدگی کے مترادف ہے۔ جو لوگ قرآن سے ہٹ کر معاشرے کی اشیر باد حاصل کرنے کے لئے قرآن کو پازند بنانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ بڑی معذرت سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ قرآن سے ہٹ چکے ہیں۔ اُن کے لئے قرآن ایک کھیل تماشے سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اُن کو شاید معلوم نہیں کہ وہ قرآن سے دور کس مقام پر کھڑے ہیں۔ اس لئے قرآن کو کافی اور مفصّل ماننے والے خاص طور پر اور باقیوں کو عمومی طور پر غور کرنا ہے کہ قرآن ماننے والے تو ایک جماعت ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی اپوزیشن نہیں ہوتی تو پھر قرآن ماننے والوں کے اتنے فرقے اور دھڑے بندیاں کیوں ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ ترجمہ: سب انسانوں کا ایک ہی دین ہے (یا سب انسان ایک ہی جماعت ہیں)۔ (21/92) پس اللہ نے تمام نبیوں کو اِس دین کا مبشر و منذر بنا کر بھیجا تھا اور اُن کے ساتھ کتابِ واحد ساتھ حق کے اُتاری تھی تاکہ وہ فیصلہ کر دے لوگوں کے درمیان جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اِس میں ان لوگوں نے ہی اختلاف کیا جن کو یہ کتاب دی گئی تھی آپس میں ضد کی وجہ سے اِس کے بعد کہ اِن کے پاس واضح حکم آ چکا تھا۔ پس اللہ نے ماننے والوں کو ھدایت دی اس لیے کہ انہوں نے اُس کے حکم کے مطابق حق سے اختلاف نہیں کیا۔ یقیناً اللہ تو اُسے ہی ہدایت دیتا ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف آنا چاہتا ہو۔ 2/213 اللہ کی کتاب کا فیصلہ ہے کہ واضح دلائل آنے کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی لیکن لوگ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ آپس میں ضد کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں۔ کتاب کے نزول کا مقصد ہی انسانوں کے اختلاف کا فیصلہ کر دے۔ جو لوگ کتاب اللہ کے فیصلے کو نہ مانیں تو اختلاف کیسے دور ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جذبات، انا پرستی، شخصیت پرستی اور فرقہ پرستی وغیرہ نے انسانوں کو ضدی بنا دیا ہے۔

انسان کا یہ کردار قرآن فہمی میں رکاوٹ بن گیا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ ان تمام چیزوں سے ذہن پاک کریں پھر قرآن کی فہم کا امکان ہے ورنہ اختلاف ہی اختلاف ہے۔حرف آخر یہی ہے کہ اللہ کے حرام وحلال کا مسئلہ کسی فرد یا قوم کی پسند اور ناپسند کے معیار سے بالاتر ہے۔اس لئے کوئی فرد یا قوم اپنی ناپسند کو دوسری قوم کی پسندیدہ شے کو حرام قرار دے کر شریعت ساز بن کر الوہیت کا مقام اختیار نہ کرے۔اللہ کے عذاب اور یومِ حساب کے محاسبے سے بچے۔قرآن کی اتباع کرنے والے کی حیثیت سے حلال وحرام کا مؤقف قرآنی آیات سے واضح کیا ہے۔یہ مؤقف دوٹوک اور فلسفیانہ پیچیدگیوں سے بالکل پاک ہے۔صرف انکار اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ قرآن ہمارے مزاج کی ترجمانی نہیں کر رہا۔اللہ کا دین یونیورسل ہے یہ کسی فرد یا قوم کی ملکیت نہیں ہے۔یہ سب خطوں اور قوموں کو اُمَّۃً وَّاحِدَۃً بنانے کے لئے نازل ہوا ہے۔کتاب اللہ غیر جانبدار ہے۔کوئی مانے یا نہ مانے یہ تو اپنی جگہ یونیورسل سچ ہے۔جو اسے قبول کرے گا وہی حق کا راستہ پائے گا اس کے سوا ہر فرد بھٹک جائے گا اور جہنم رسید ہوگا۔

فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ